یادِ رفتگان

حضرت مولانا نذر الحفیظ ندوی رحمہ اللہ

مولانا عبدالمتین منیری بھٹکلی
بھٹکل، انڈیا

ایک مخلص مربی ومعلم کی جدائی

ابتدائی نشوونما اور گھریلو ماحول

بہار کے شمال میں پٹنہ سے ساڑھے تین سوکلومیٹر دور ضلع مدھوبنی میں ایک قصبہ ململ واقع ہے۔ یہ صدیقی شیوخ کی مسلم اکثریتی بستی کی حیثیت سے شہرت رکھتا ہے، یہاں پر دین کا چرچا بہت ہوا کرتا تھا، حفظِ قرآن کا رواج عورتوں میں بھی عام تھا، اور مبالغہ کی حد تک مشہور تھا کہ یہاں کی مرغیاں بھی حافظ ہوا کرتی ہیں۔ لوگ کھیتی باڑی کرتے تھے، مرد ہو یا عورتیں، جب کام پر نکلتے، اور ہل جوت رہے ہوتے تو تلاوتِ قرآن شروع کرتے اور کام کے دوران دن میں سات آٹھ پاروں کی تلاوت پوری کرنا روز کا معمول تھا۔ واپسی پر کھانا کھاتے اور پھر اسی میں لگ جاتے۔ مولانا نذر الحفیظ صاحبؒ نے اسی ماحول میں سنہ ۱۹۳۹ء میں اپنی آنکھیں کھولی تھیں۔

آپ کے والد ماجد مولانا عبدالحفیظ صاحبؒ الٰہ آباد کے مدرسہ سبحانیہ سے قراءت کی تعلیم مکمل کی تھی۔ آپ کا حضرت مولانا محمد احمد پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت وارشاد کا تعلق تھا، حضرت نے آپ کو خلافت سے بھی نوازا تھا۔ حضرت پرتاب گڑھیؒ کی زندگی بڑی مجاہدانہ تھی، آس پاس کے دیہاتوں میں اصلاحِ معاشرہ کے لیے آپ نے بڑی جد وجہد کی، وعظ ونصیحت کے لیے ستو اور گڑ لے کر نکل پڑتے، اور اس میں ہفتوں گزار دیتے، آپ نے بڑی قربانی کی زندگی گزاری، آپ کے والد ماجد مولانا عبدالحفیظ صاحبؒ بھی ان اسفار میں آپ کے ساتھ ہوتے تھے۔ آپ کے دادا حافظ محمد اسحاقؒ حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ سے فیض یافتہ تھے۔ آپ کے نانا سراج الدین نے جو ملا سراج

اپنی چند خصوصیات تھیں، آپ کے درسوں میں جچے تلے الفاظ اور جملوں کا استعمال ہوتا تھا، جن سے مسائل کو سمجھنے میں آسانی ہوتی تھی، بولتے وقت آواز میں نرمی اور ملائمت ہوتی تھی، جو طلبہ کے کانوں پر رس گھولتی تھی، اور بار نہیں پڑتی تھی ''وہ بولتا ہے تو ایک روشنی سی ہوتی ہے'' کے مصداق آپ طلبہ کی ذہنی اور فکری صلاحیتوں اور استعداد کا خاص خیال رکھتے تھے۔ تعبیر اور افہام وتفہیم کے لیے آپ واضح اور سہل الفاظ کا استعمال کرتے تھے اور طلبہ کو عالمی مسائل سے مربوط رکھنے کے لیے کوشاں رہتے تھے۔

۱۹۸۲ء میں جامعہ اسلامیہ بھٹکل کے دار العلوم ندوۃ العلماء کے الحاق کے بعد جب درجہ عالمیت کے امتحانات جامعہ آباد ہی میں ہونے لگے، اور ان کی نگرانی کے لیے ندوے سے اساتذہ کرام یہاں تشریف لانے لگے، تو جو اساتذہ اس ذمہ داری پر خاص طور پر مامور کیے جانے تھے، ان میں آپ کا نام نمایاں تھا، ان دنوں میں طلبہ کو آپ سے استفادہ کا بہترین موقع ملا کرتا تھا۔ ہفتہ دس روز مولانا کا جامعہ آباد میں قیام ہوا کرتا، وہ طلبہ سے گھل مل جاتے تھے۔ مولانا کی طلبہ کے خارجی مطالعہ پر خصوصی توجہ رہا کرتی تھی، اور اس کا امتحان وہ خود لیتے تھے۔ خصوصی پروگراموں اور سیمیناروں کے لیے آپ کا دوسرے دنوں میں بھی بھٹکل آنا ہوتا تھا، جامعہ آباد میں فراغت کے اوقات میں آپ کی مستقل بیٹھک کتب خانہ میں ہوا کرتی تھی، جہاں ناظرِ کتب خانہ مولانا ناصر الاسلام ندوی صاحب سے آپ کو خاص اُنس تھا، وہ بھی آپ کا خاص خیال رکھتے اور آپ کے ذوق کی کتابیں انہیں ڈھونڈ ڈھانڈ کر لا دیتے تھے۔ مولانا مطالعہ اور کتب بینی کے رسیا تھے، لہٰذا امتحانات کے دنوں میں جامعہ آباد جب اکثر اوقات میں طلبہ سے خالی ہونے لگتا تو اس سے آپ کو تنہائی اور بوریت کا احساس نہیں ہوا کرتا تھا، کیونکہ کتاب کی شکل میں آپ کا ساتھی ہمیشہ موجود رہتا تھا، اس ناچیز سے محبت میں کتابوں کے ساتھ گزرے ان لمحات کا بڑا اثر تھا۔

۲۸/مئی ۲۰۲۱ء کو یہ خبر بجلی بن کر کوندی کہ مولانا اپنے مالکِ حقیقی کے پاس جا پہنچے، یہ خبر سننے کے لیے کان تیار نہیں تھے، اس سے پہلے مولانا کی علالت کی کوئی خبر نہیں آئی تھی، لیکن اجل کا فرشتہ کسی کو کہہ کر تھوڑے آتا ہے!۔ نصف صدی کے دوران آپ نے کئی نسلوں کو تیار کیا، ہزار ہا ہزار صفحات لکھے، اللہ کی ذات سے اُمید ہے کہ دین کی سربلندی اور نونہالوں کی صحیح نہج پر تعلیم وتربیت میں لگائے گئے آپ کی عمر کے ماہ وسال آپ کی وہاں پر بلندیِ درجات کا سبب بنیں گے، جہاں صرف انسان کے اعمال ساتھ جاتے ہیں، اور آپ نے جو شمعیں روشن کی تھیں، ان شاء اللہ! تا قیامت وہ جلتی رہیں گی۔

اللّٰهم اغفر لهٗ وارحمه، آمین.

..... ❀ ..... ❀ ..... ❀ .....